tazkeer.org

تعمیر سیرت کے لوازم

نعیم صدیقی

الفیصل
ناشران و تاجران کتب
اردو بازار لاہور

tazkeer.org

ISBN 969-503-146-3

جون 2000ء

محمد فیصل نے

تعریف پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی

قیمت : -/12 روپے

tazkeer.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کا بڑا احسان ہے کہ ہم سب مسلمان ہیں اور اسلام کو خدا کا عطا کردہ دین بھی مانتے ہیں، صرف یہی بات کہ یہ خدا کا بھیجا ہوا دین ہے اس بات کے لئے کافی دلیل ہے کہ یہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے ہم جانتے ہیں کہ انسان اجتماعیت پسند ہے۔ یہ مقولہ کے اتحاد واتفاق میں برکت ہے۔ ہم اکثر سنتے رہتے ہیں اور عملاً اس کے مظاہرے بھی دیکھتے ہیں۔

اسلام نے فطرتِ انسانی کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے جہاں اور ہدایات دی ہیں وہیں جماعتی و معاشرتی زندگی کے لئے بھی تفصیلی ہدایات دی ہیں۔ یہاں جماعت کا التزام صرف تمدنی و معاشرتی ضرورت کی بنا پر نہیں بلکہ دینی اور شرعی مصالح کے پیشِ نظر لازمی قرار دیا گیا ہے

اسلام ایک انقلابی تحریک ہے، اس کا نام صدق دل سے لیتے ہی مصائب و مشکلات انسان کو گھیر لیتی ہیں ہر ہر لمحہ اور موقع پر ایک سخت

tazkeer.org

امتحان کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ اس میدان میں وہی کامیاب ہو سکتا ہے جو خالقِ کائنات کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق اپنی تحریکی زندگی کو بسر کرے اور ہر آن خدا سے مدد و اعانت طلب کرتا رہے۔

جناب نعیم صدیقی کا یہ کتابچہ معمولی سی ردو بدل کے بعد بالخصوص ان طلبہ کے لئے شائع کیا جا رہا ہے جنہوں نے اپنی زندگیوں کا نصب العین رضائے الٰہی کا حصول قرار دیا ہے۔ تاکہ اس کی روشنی میں وہ اپنی اجتماعی جدوجہد کا جائزہ لے سکیں اور اپنی زندگی میں جس پہلو سے بھی کمی یا کھوٹ پائیں اس کو فوری طور پر دور کرنے کی کوشش کریں، کیونکہ تحریک میں رہتے ہوئے معمولی سی غلطی اور کوتاہی نہ صرف کارکن کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔ بلکہ پوری تحریک کو خطرے میں ڈال سکتی ہے اور پھر جس عظیم ذمہ داری کا بار ہمارے کاندھوں پر ہے اس کا حق بھی ایسی صورت میں ہی ادا ہو سکتا ہے کہ ہم ہر آن اپنی فکر رکھیں۔

ہمیں امید ہے کہ اس کتابچہ کے مطالعہ سے تعمیرِ سیرت کے وہ اہم لوازم قارئین کے سامنے آئیں گے جو انہیں اپنی زندگی کی تعمیر رضائے الٰہی کے مطابق کرنے میں معاون ثابت ہوں گی۔

مہتمم ادارہ مطبوعات طلبہ

tazkeer.org

قاعدے کی بات ہے کہ انسانی زندگی کی سرگرمیاں جتنی اہم اور وسیع الاثر ہوتی ہیں شیاطین جن وانس کی ان میں دخل اندازیاں بھی اتنی ہی بڑھ جاتی ہیں۔ ہمارا موجودہ دور اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ ایک طرف مغرب کی مادہ پرستانہ اور خود غرضانہ تہذیب ہماری قوم کے اخلاق کی گراوٹ کو اس حد پر لا چکی ہے کہ اب بظاہر کسی خیر اور بھلائی کی توقع نظر نہیں آتی اور دوسری طرف اشتراکیت زدہ ملحدانہ خیالات ہیں جو ہماری قوم کے بنیادی عقائد اور ایمانیات میں بھی شک و تردد اور شبہات پیدا کرکے اسکا اسلام سے جو محبت اور عقیدت کا تعلق رہ گیا ہے اس کو بھی ختم کر دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ وہی نقشہ معلوم ہوتا ہے جس کا چیلنج شر و فساد کے سپہ سالار (شیطان) نے ان الفاظ میں دیا تھا کہ میں (حملہ کرنے کے لئے) ان (انسانوں) کے سامنے سے آؤں گا، ان کے پیچھے سے آؤں گا۔ ان کے دائیں سے آؤں گا اور ان کے بائیں سے آؤں گا۔

ان حالات میں ہمارے بہت سے بہی خواہ دنیا سے الگ تھلگ رہ کر بس اپنے آپ ہی کو مسلمان رکھنے کی کوشش کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔

tazkeer.org

فی الواقع ان حالات کے درمیان رہنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ عام حالات میں اخلاق کا پابند رہنا ہر بھلے آدمی کا شیوہ ہوتا ہے۔ لیکن بداخلاقی کے طوفان میں گھر کر اعلیٰ اخلاقی قدروں پر ڈٹ کر کھڑے رہنا کوئی آسان کام نہیں۔

لیکن ہمارے خیال میں یہ پرلے درجے کی خود غرضی ہوگی کہ کچھ لوگ وبازدہ فضاؤں سے الگ بیٹھ کر اپنی صحتوں کو بنانے میں لگے رہیں اور وباؤں کو اس بات کی کھلی چھٹی دے دی جائے کہ وہ اخلاقی موت کا بازار اطمینان سے گرم کریں۔ ہماری نظر میں جس طرح ایسے قیمتی فانوس اور سنہری شمعوں کا عدم و وجود برابر ہے۔ جو کسی مزار کے پاس بے مصرف شعاعیں بکھیر رہا ہو۔ اور اس کے پاس کے بیابان میں انسانی زندگی کے قافلے بھٹک بھٹک کر اور ٹھوکریں کھا کھا کر رہزنوں کا شکار ہو رہے ہوں۔ بالکل اسی طرح وہ ایمان و اسلام اور تقویٰ قلب و ذہن کے لئے محض ایک سامان زینت ہے جو ارد گرد کے ماحول کو روشن کرنے کے لئے میدان عمل میں آنے کے بجائے مسجدوں میں مخالف طاقتوں کے خوف کی وجہ سے پناہ لئے پڑا رہتا ہے۔ اخلاق کا وہ سرمایہ جسے ہمیشہ نقصان کے اندیشے کے پیش نظر تجوریوں میں مقفل رکھا جائے اور جو ہمیشہ غیر پیدا آور UNPRODUCTIVE رہے۔ اجتماعی زندگی کے لئے اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ ایک مسلمان مرد اور مسلمان جماعت کے پاس اگر کچھ بھی سرمایۂ اخلاق اور ایمان ہو تو اسے زندگی کی مارکیٹ میں گردش CIRCULATION کے لئے چھوڑ دینا چاہیے۔ پھر اگر صاحب سرمایہ میں صلاحیت ہوگی تو اس کی پونجی منافع لے کر لوٹے گی اور اگر نااہل ہو تو پھر منافع

tazkeer.org

گیسا۔ اصل پونجی بھی لوٹے گی۔ لیکن پونجی کا مصرف ہے یہی کہ وہ مارکیٹ میں گردش کرتی رہے۔ ورنہ چاہے اس کی مقدار کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو وہ قطعاً بے کار ہے۔

کارکنانِ اسلامی جمعیت طلبہ نے جب اپنی حقیر سی متاعِ اخلاق و ایمان کو اس راہ میں لگا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر وہ سارے اہتمام کرنا ضروری ہیں۔ جو نہ صرف اسے خسارے سے بچائیں بلکہ ملک و ملت اور خود ہم کو بھی مزید منافع دلائیں۔ ہم کو ایک کم صاحب سرمایہ تاجر کی طرح اپنے خون پسینے کی کمائی کو میدان میں ڈالتے ہوئے پوری طرح ہوشیار رہنا چاہئے۔ اور اس کی نگہداشت کے سارے وسائل اختیار کرنا چاہئیں۔ ہمیں وبا زدہ فضا میں خدمت عوام کا کام کرنے کے لئے اپنی صحتوں کے تحفظ کا ہر ممکن اہتمام پہلے سے کر لینا چاہئے۔

اللہ سے تعلق

اس نازک آزمائش میں پڑتے ہوئے ہماری اولین ضرورت تعلق باللہ کی استواری ہے۔ یہ تعلق اگر اپنے کم سے کم معیار مطلوب سے گر جائے تو پھر ہماری ساری سرگرمیاں دنیا پرستانہ رنگ اختیار کر سکتی ہیں۔ اور دلوں اور ذہنوں کے سارے دروازے شیاطین جن و انس کے لئے چوپٹ کھل سکتے ہیں۔ پھر کوئی پہرہ ایسا نہیں رہتا جو معصیت کے لشکروں کو ضمیروں کے قلعوں میں گھسنے سے روک سکے۔ تعلق باللہ کو قائم رکھنے اور اسے آئندہ مراحل کی ضروریات کے مطابق ترقی دینے کے لئے کم سے کم حسب ذیل امور کا اہتمام زیادہ توجہ کے ساتھ کرنا ناگزیر ہے۔

tazkeer.org

(۱) ہماری تحریک پر اللہ کا یہ فضل و کرم ہے کہ اس کے ارکان اور ہمدردوں میں سے کوئی بھی بنیادی عبادات کا تارک نہیں ہے لیکن صرف عبادات کی سرانجام دہی کافی نہیں۔ بلکہ ان میں پوری باقاعدگی اور اس کے ساتھ خشوع و خضوع کی جو صفات ہونی چاہئیں۔ ان میں اب تک معیار مطلوب سے ہم سب نیچے ہیں۔ یہ ایک ایسی کمزوری ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے ہم اگر بڑے بڑے معرکوں میں کود پڑے۔ اور ظاہر ہے کہ معرکہ ہائے حیات سے ہم الگ نہیں رہ سکتے۔ تو ہم کو خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ہمارے رفقا کو یہ چاہئے کہ کتاب و سنت سے نماز روزہ حج اور زکوٰۃ کے ان شرائط و کوائف کو معلوم کریں جو اللہ کو مطلوب ہیں اور پھر ان کے پورے اہتمام کی فکر کریں۔ خصوصیت سے نماز کی کارروائی میں وقت کی شدید پابندی اور باجماعت نماز کی ایک بڑھتی ہوئی حرص اگر پیدا نہ ہو جائے تو نماز کے اندر خشوع و خضوع کے جوہر کو مکمل کرنا بھی مشکل ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ عبادات میں جان اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک ان کے ساتھ محاسبۂ نفس کی عادت موجود نہ ہو۔ محاسبۂ نفس موجود نہ ہونے کی صورت میں عبادات کا ظاہری قالب چاہے کتنا ہی مکمل ہو، وہ کھوکھلی رہ جاتی ہیں۔

(۲) تعلق باللہ کو نشو و نما دینے کے لئے دوسری ضرورت قرآن اور حدیث کے براہ راست مطالعہ کی ہے۔ وہ جماعت جس کی ساری سرگرمیوں کا دارومدار ہی اس تعلیم پر ہے جو کتاب و سنت میں اللہ اور اس کے

tazkeer.org

رسولؐ نے پیش فرمائی ہے، اس کے کارکن اگر روزمرہ ایمان و علم کے ان سرچشموں سے سیراب ہوتے رہنے کی فکر نہ کریں تو کیا معلوم کہ کس قدم پہ وہ بھٹک جائیں۔ دورِ جدید کی مقبول جاہلیتوں کی جن تاریکیوں میں ہم کو اپنا سفر طے کرنا ہے۔ اور علم و ادب سے مسلح ہو کے رہزنی کرنے والے جن غول ہائے بیابانی کے نرغوں سے ہمیں گزرنا ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے حکمت دین کی قندیل کو ساتھ لیے بغیر اعتماد کے ساتھ چند فرلانگ بھی نہیں چلا جا سکتا۔

ہر کارکن کو گھنٹہ آدھ گھنٹہ، ورنہ پندرہ بیس منٹ سہی، بہرحال کچھ وقت روزانہ اس مصرف پر باقاعدگی سے لگانا چاہیے۔ کہ جس اصول و نظام کے قیام کے لئے وہ سرگرداں ہے۔ اس کی حقیقت اور اس کے تقاضوں کو اصل ماخذ سے براہ راست معلوم کرے۔ زیادہ اگر ممکن نہ ہو تو ایک آیت اور ایک حدیث کو بھی اگر پوری طرح سمجھ کر اور عملی زندگی میں اسے اپناتے ہوئے ہر روز پڑھا جاتا رہے تو انشاءاللہ تریاقِ حق کی یہ چھوٹی چھوٹی خوراکیں بھی اپنے تسلسل کی وجہ سے ہمیں زہریلی فضاؤں کے اثرات سے بچائے رکھیں گی۔

کتاب و سنت کے سمجھنے میں جو لٹریچر ممد ہو۔ خصوصاً تحریک اسلامی کے لٹریچر کا مطالعہ بھی جاری رہنا چاہیئے۔ بہت سے کارکن لٹریچر کے بعض حصص کا مطالعہ کرنے کے بعد مزید مطالعہ سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم "تحریک" اور اس کے "نظم" کو سمجھ چکے اور کچھ وہ بھی ہیں جو ایک مرتبہ جن کتابوں کا چند سال پہلے مطالعہ کر چکے ہیں ان کو دوبارہ تازہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ حالانکہ پورے لٹریچر کا مطالعہ اور بار بار مطالعہ اشد ضروری ہے۔

tazkeer.org

(۳) تعلق باللہ کے لئے نوافل کا اہتمام جتنا ممکن ہو، ہر دور میں تحریک اسلامی کے کارکنوں کے لئے ضروری رہا ہے۔ نوافل میں ضروری امر یہ ہوتا ہے کہ ان کو دوام کے ساتھ عمل میں لایا جائے اور خاص طور پر ان کے اخفا کا لحاظ رکھا جائے۔ نوافل میں نفل نماز خصوصاً تہجد کا مقام بلند ترین ہے۔

تہجد کی نماز مشکل مراحل سے گزرتے ہوئے تحریک اسلامی کے سپاہیوں کا بہترین سہارا ہوتی ہے۔ جو رفقا اس مقام پر نہ پہنچ سکیں وہ کسی دوسرے وقت میں نماز تہجد کی دو چار رکعتیں بہر حال اپنے اوپر لازم کرنے کی کوشش کریں۔

دوسرا درجہ نفل روزے کا ہے۔ جو تعلق باللہ کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ مہینے میں تین روز کی روزہ داری مسنون بلکہ صائم الدہر رہنے کے برابر ہے۔ علاوہ بریں احادیث میں خاص خاص ایام کے لئے روزہ رکھنے کو پسند کیا گیا ہے بہر حال اس معاملے میں ڈھیل ہے کہ ہر عشرے میں ایک دن یا ہر مہینے میں ایک دن نفلی روزے کے لئے نکالا جائے۔

پھر نوافل میں انفاق فی سبیل اللہ کا ایک بلند رتبہ ہے۔ یوں بھی ہماری تحریک کی آبیاری بجز اس کے ممکن نہیں ہے۔ کہ ہم میں سے ہر فرد انفاق فی سبیل اللہ کے جذبے سے سرشار ہو اور اپنی آمدنی میں سے ایک حصہ اقامت دین کے لئے الگ کرتے رہنے کی عادت ڈال لے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اب ایسے ایسے مراحل کا رسامنے آ رہے ہیں کہ شاید ہم لوگوں کو اپنے اسباب زینت بیچ کر اللہ کے دین کی پرورش کرنی پڑے ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے رفقا کی اکثریت غربا پر مشتمل ہے، چند ساتھی متوسط درجے کے ہیں اور دنیوی مفاد سے ہٹ کر چلنے والی

tazkeer.org

تحریک کو امرا کا تعاون حاصل نہیں ہے! ان حالات میں ارکان و ہمدردان جس درجے کا انفاق کرکے بیت المال کو زندہ رکھے ہوئے ہیں! اس کی مثال کوئی دنیا دار جماعت پیش نہیں کرسکتی۔ لیکن خدا شاہد ہے کہ ابھی یہ انفاق اس معیار سے بہت نیچے ہے جو انبیاء کے صحابہ نے قائم کیا ہے۔ غور کیجئے اس نازک صورت حالات پر جواب ہمیں درپیش ہے۔ اس میں اگر کام محض اس وجہ سے بے نتیجہ رہ گیا کہ بیت المال کو اتنی غذا نہ مل سکی جس سے تحریک کی رگوں میں خون دوڑتا رہتا تو ہم لوگ آخر خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔

اس پہلو سے ہمیں اپنے جذبے کو ابھی اور زیادہ قوی کرنا ہے۔

(۴) تعلق باللہ کے لئے ایک بنیادی ضرورت ہمہ وقت کے ذکر و دعا کی ہے خدا کے نبیؐ نے رہبانیت آمیز ذکر کے بجائے اپنی امت کو صبح سے شام تک پیش آنے والے مراحل کے لئے ایک ایسا ذکر سکھایا ہے۔ جو سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، موقع بہ موقع جاری رہتا ہے، سوکر اٹھنے کے لئے، گھر سے نکلنے کے لئے، گھر میں آنے کے لئے، کوئی کام شروع کرنے کے لئے، کسی خوشی کے موقع پر، کسی غم و حسرت کے مقام پر، کسی غلطی کے سرزد ہو جانے پر، اذان سنتے ہوئے، وضو کرتے ہوئے، چھینک آنے پر، مسلمان بھائی سے ملتے ہوئے۔ کھانے سے فراغت پانے پر، پانی سے سیراب ہوتے ہوئے غرضیکہ ہر چھوٹے سے چھوٹے موقع کے لئے ذکر الٰہی اور دعائے خیر کے لئے۔ نبی صلعم نے چھوٹے چھوٹے پاکیزہ کلمات سکھائے ہیں! ان کلمات کو شعور کے ساتھ ادا کرتے ہوئے ایک مسلمان اپنے آپ کو اپنے آقا و مولا سے وابستہ

tazkeer.org

رکھتا ہے۔ اور دنیا کے ہنگاموں میں کبھی بھی غافل ہو کر کھو نہیں جاتا۔ ذکر و دعا سے اس شخص کی زندگی بھر جاتی ہے۔ جو صبح سے شام تک کبھی سبحان اللہ کبھی الحمد للہ، کبھی استغفر اللہ کبھی لاحول ولا قوۃ الا باللہ، کبھی صدق اللہ و رسولہ کبھی رب اغفر وارحم، کبھی انت ولی فی الدنیا و الآخرہ، کبھی حسبی اللہ ربی کبھی نعم المولیٰ ونعم الوکیل، سچے جذبے کے ساتھ کہتے ہوئے اپنے حاکم و کارساز سے تعلق کو قائم رکھتا ہے۔ وہ قدم قدم پر قادر مطلق سے توفیقِ خیر طلب کرتا ہے، وہ رہنمائی حاصل کرتا ہے وہ بھلائی کی آرزو کرتا ہے، وہ شیطان کی سرگرمیوں کے مقابلے میں اس کی پناہ چاہتا ہے۔ وہ غلطیوں پر متنبہ ہو کر مغفرت کی درخواست کرتا ہے اس طرح اس کی زندگی ہمہ تن ذکر اور ہمہ تن خیر بن جاتی ہے۔

اس طرح کے ہمہ وقت ذکر کو۔ بشرطیکہ وہ شعوری ہو۔ اپنا ناکارکنوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ نیز ہر لمحہ اپنے ایمان، اخلاق، صبر، توکل اور ضبط و نظم کی مضبوطی کے لیے دعائیں اور آرزوئیں کرنا بھی ایک ایسا وظیفہ ہے جو کسی معرکہ میں کام کرتے ہوئے بہت ہی نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔

واضح رہے کہ وہ ذکر و دعا جو شعوری نہ ہو، جس میں اپنے دل کے احوال و کوائف سے توجہ ہٹی ہوئی ہو۔ جس میں اللہ کی حضوری کا احساس ناپید ہو، جو ریاکاری سے آلودہ ہو جائے اور جس کی حیثیت اعصاب کی ایک ورزش کی سی ہو جائے اس سے نتائج مطلوبہ برآمد نہیں ہو سکتے۔ بس ذکر و دعا ہو تو فکر کے ساتھ ہو اور ریا سے پاک ہو۔

نظم سے تعلق

کسی بڑی مہم میں کوئی بھی جماعت اگر اس حالت میں شریک ہو کہ اس کا نظم ڈھیلا ہو تو اس کو اس موٹر گاڑی کا سا انجام پیش آ سکتا

tazkeer.org

ہے جس کے پرزے اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک کسے ہوئے نہ ہوں اور ڈرائیور اسے پہاڑی اور ریگستانی راستوں پر ایک لمبا سفر طے کرنے کے لئے لے نکلے، اور پھر سفر میں جانے کے بعد قدم قدم پر اسے مشکلات کا سامنا ہو۔ یہاں تک کہ گاڑی کی مشین کسی نازک مرحلے پر بالکل ہی جواب دے دے۔

نظم بلا شبہ ہر جماعت کے لئے ایک طبعی ضرورت کی حیثیت رکھتا ہے لیکن ہماری نگاہ میں طبعی ضرورت کے علاوہ اس کی حیثیت عین دین واخلاق کی اور اللہ کی عبادت کی اور رسول کریم علیہ التحیۃ والسلام کی اطاعت کی ہے۔ اس وجہ سے دوسروں کے ہاں نظم کی کمزوری صرف اس لئے ناگوار ہوتی ہے کہ وہ کام میں حائل ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے لئے تو وہ ایسی معصیت ہے جو عاقبت کو خراب کر دینے والی ہے۔ پس نظم کو کسے رکھنا اور اس کے لئے ہر رفیق کا پاسبان بن کر کھڑے رہنا ضروری ہے۔

نظم کے سلسلے میں چند اہم امور کا تذکرہ کر دینا مناسب ہوگا۔

(۱) نظم کی ریڑھ کی ہڈی امر واطاعت کا توازن ہے۔ یہ توازن برقرار نہ رہے تو پھر نظم کے سرے سے کوئی معنی نہیں رہتے۔ یہی وجہ ہے کہ اس امر وطاعت کے توازن کو درہم برہم کر دینا گناہ کبیرہ ہے۔ جو عین خدا اور رسول کی نافرمانی ہے اور جس کے بعد دنیا و آخرت کی فلاح حاصل نہیں ہو سکتی۔ قرآن کا مطالبہ یہ ہے۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

واضح رہے کہ یہ تینوں اطاعتیں واجب ہیں اور ان میں سے کسی ایک کا ترک ایک مسلم کو خسران کے مقام پر لے آتا ہے۔ خود نبی صلعم نے فرمایا کہ "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری

tazkeer.org

نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، جس نے میرے (یعنی آنحضورؐ کے مقرر کردہ یا آنحضورؐ کی پیروی کرنے والے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی "

حضرت ابوہریرہ کا ایک قول جو اسی مدعا کی وضاحت کرتا ہے۔ یوں ہے

بلاشبہ ائمہ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے" بے شمار احادیث و روایات جو اس سلسلہ میں قطعی الاحکام ہیں کتب احادیث میں مذکور ہیں ان سب کا مدعا یہ ہے کہ اسلامی ریاست کو چلانے کے لئے یا اقامت دین کی جدوجہد کے لیے جو نظم اسلامی آئین و حدود پر قائم ہو اس میں جو لوگ اسلامی معیار قیادت کے پیش نظر اپنے علم و تقویٰ میں ارفع ہونے کی بنا پر امارت کے لئے منتخب کئے گئے ہوں ان کی اطاعت (فی المعروف) کرنا اہم ترین شرعی فرائض و واجبات میں شامل ہے یہی وجہ ہے کہ نبیؐ نے صاف صاف فرمایا کہ اگر نکٹا حبشی بھی امارت کے مقام پر سرفراز ہو تو باوجودیکہ اس کی شکل و صورت اس کا نسلی و نسبی مقام، تمدنی آداب و رسوم میں اس کا ذوق، جذبات اور حسیات میں اس کا مخصوص رجحان کسی کو چاہے کتنا ہی ناپسند کیوں نہ ہو اس کی پوری پوری اطاعت کرنا ضروری ہے۔ نبیؐ نے یہ بھی واضح فرما دیا کہ اس مطالبۂ اطاعت امیر سے جو لوگ روگردانی کریں ان کے تقویٰ کی بڑی سے بڑی مقدار بھی انھیں آخرت کی کامرانی سے ہم کنار نہ کر سکے گی۔

جس کسی نے طاعت امر سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا وہ قیامت کے روز اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اپنے آپ کو برسرِ حق ثابت کرنے

tazkeer.org

کے لئے، اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی۔

ان اشارات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی نظام جماعت میں ارباب نظم کی حیثیت وہ نہیں ہے جو عام دنیا پرست سیاسی جماعتوں کے صدروں نائب صدروں اوران کے مشیروں کی ہوتی ہے۔ بلکہ یہاں ناظمین اوران کے ارکان شوریٰ کا مقام ایک خاص طرح کا شرعی اور دینی مقام ہوتا ہے جس کے حقوق وواجبات بھی شرعی اور دینی ہیں نہ کہ مصلحتی۔ ان وجوہ سے ان افراد کی اطاعت کا معاملہ ویسا نہیں ہے جیسا سیاسی پارٹیوں میں ہوتا ہے۔

جب تک ارباب نظم کتاب وسنت سے کھلا کھلا انحراف نہ کریں ان کے احکام اوران کی ہدایات سے سرتابی کرنا یاان کی اطاعت خوشی و رغبت سے کرنے کے بجائے بددلی کے ساتھ کرنا یاان کے لئے خیرخواہانہ جذبات رکھنے کے بجائے کینہ ونفرت کے جذبات دلوں میں رکھنا ان کے خلاف سازشیں کرنا۔ ان کی غیبت کرنا، ان کے متعلق بددلی پھیلانا۔ ان کو واقعات واحوال سے آگاہ کرنے میں اور راہِ صواب پر چلنے کے لئے صحیح مشورے دینے میں بخل دکھانا اوران کے سوچے ہوئے رازوں کو نشر کرنا۔ یہ سب کچھ کبیرہ گناہوں میں داخل ہے۔ اور یہ ایسے کبائر ہیں کہ ان کی وجہ سے عبادات کی انجام دہی اور عام اخلاق کی درستی کے باوجود آدمی کی عاقبت تباہ ہوسکتی ہے۔ یہ وہ خطرناک آلائشیں ہیں جو آدمی کو نفاق کے گڑھے میں دھکیل سکتی ہیں۔ اس وجہ سے اسلامی نظام جماعت کے اندر چلنے والوں کو اطاعت کے معاملے میں بہت محتاط ہونا چاہیے۔

(۲) اسلام نے اندھی اطاعت کا مطالبہ یقیناً نہیں کیا ہے بلکہ وہ صرف

tazkeer.org

"اطاعت فی المعروف" چاہتا ہے۔ معروف کی حدود سے باہر اس کا حکم "لا تعاونوا علی الاثم والعدوان" کا ہے اسلامی نظام جماعت اس کا مقتضی ہے کہ اس کے سارے ارکان ان کی روش پر کڑی نگاہ رکھیں اور انھیں معروف کی حدود سے کوئی قدم باہر نہ نکالنے دیں جیسا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا۔

اے لوگو! تم میں سے جو کوئی میرے رویے میں کوئی کجی دیکھے تو
اس کا فرض ہے کہ وہ میری اس کجی کو سیدھا کر دے۔

اس سلسلے میں کسی امر اجتہادی میں اگر اختلاف ہو تو اسے صاف کرنے کے لئے اسے پیش کرنے کا، اس پر بحث کرنے کا اور اگر صاف نہ ہو سکے تو اس پر قائم رہنے کا حق بھی ارکان کو از روئے شریعت حاصل ہے لیکن اطاعت بہر حال اسی فیصلے کی کرنی لازم ہے جو ارباب نظم کی طرف سے نافذ العمل ہو۔ طاعت کا قلادہ گردن سے نکالنے کے لئے یہ دلیل کافی نہیں ہے کہ فیصلہ میری رائے کے خلاف کیوں ہوا۔ اور حالات کو اس نظر سے نہیں دیکھا گیا جس نظر سے میں دیکھتا ہوں۔ طاعت کا قلادہ صرف اسی صورت میں نکالا جا سکتا ہے جبکہ بہ الفاظ رسالت مآب اسلام سے کھلا کھلا انحراف پایا جائے۔

ذمہ دار افراد کو راہِ حق پر سیدھا رکھنے کے لئے تنقید بھی کارکنان کا ایک بنیادی حق ہے لیکن اسلامی نظام جماعت میں تنقید اس سوئے ظن کے ساتھ کرنا جو دوسری تنظیموں کا خاصہ ہے۔ غیر اسلامی طریق کار ہے اسلامی نظام میں تنقید حسنِ ظن کے ساتھ ہوتی ہے اور اس میں اعتراض اور شکایت کے انداز کے بجائے خیر خواہانہ

tazkeer.org

مشورہ کی روح کارفرما ہوتی ہے۔ اسلامی جماعت میں تنقید کا صرف وہی پاکیزہ اسلوب کھپ سکتا ہے کہ جس میں نہ ناقد کے اندر تلخ جذبات کام کر رہے ہوں اور نہ مخاطب میں اس سے کراہت پیدا ہو، وہ کہ جس میں کوئی انتقامی اسپرٹ شامل نہ ہو اور وہ کہ جس میں اپنی بات منوانے کی ضد کا اثر نہ ہو اور وہ کہ جس کے قبول نہ کئے جانے پر آدمی پر بددلی کا دورہ نہ پڑ جائے، پھر اسلامی تنقید کی شان یہ ہے کہ وہ رو در رو ہوتی ہے۔ نہ کہ پسِ پشت، پسِ پشت اگر کچھ کہا جائے تو وہ غیبت ہے نہ کہ تنقید غیبت اسلامی نظام سے پرے درجے کی بدخواہی ہے۔ حالانکہ تنقید اس کی بہترین خیر خواہی ہے۔ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ہمارے نظم میں ذمہ دار افراد پر جتنے زیادہ صاف سے صاف الفاظ میں تنقید کی جائے، اتنا ہی تحریک کے حق میں رحمت ہوتا ہے لیکن یہ بہرحال حفظِ مراتب کے اسلامی اخلاق کے خلاف ہے کہ ناظمین پر طنز و تعریض کے چبھتے ہوئے فقرے کسے جائیں، ان کے لئے احترام سے ہٹے ہوئے فقرے استعمال کر کے دلوں کا بخار نکالا جائے۔ ان کا مذاق اڑایا جائے، یا ان کی کمزوریوں کا ذکر کر کے مزے لئے جائیں۔

حقِ تنقید کا یہ استعمال بھی مفسدہ انگیز ہوتا ہے کہ اس پر قانونی بندش نہ ہونے کی وجہ سے اسے مستقل پیشہ بنا لیا جائے! اور اہلِ امر کی ہر حرکت ہر عمل اور ہر فیصلے پر، بلکہ ان کے ایک ایک فقرے پر جا و بے جا گرفت کرنے کا سلسلہ شروع ہو جائے اور ان سے ہر امر کے متعلق مطالبہ کیا جائے کہ اس کے پورے پورے دلائل بیان کرو۔ یہ حالت اگر پیدا ہو جائے تو کسی ذمہ داری کو لے کر کوئی انسان بھی ایک دن نہیں چل سکتا پھر تو ذمہ دار شخص کا کام یہی رہ جائے گا کہ وہ مامورین کے سامنے بیٹھا جواب دہی

tazkeer.org

کرتا رہے اور ان کے اعتماد کو بحال کرنے کے لئے اپنے ایک ایک جملے اور ایک ایک عمل کا تفصیلی تجزیہ کر کے سمجھاتا رہے کہ اس میں کوئی قابل شکایت چیز نہیں ہے

ان سطور کے پیش نظر اگر سوچا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ارباب نظم کے مقابلے میں حق نصح یا حقِ تنقید استعمال کرتے ہوئے صراطِ مستقیم پر چلنا بہت ہی احتیاط کا تقاضا کرتا ہے ۔ اس احتیاط کے تقاضے سے اگر صرف نظر کر لیا جائے تو آدمی تنقید کا حق غلط اسلوب سے استعمال کرتے ہوئے تنظیم کے لئے ایک خطرناک روگ بن سکتا ہے ۔ اور خود اس کی عاقبت خطرے میں پڑ سکتی ہے ۔

غلط تنقید کی ایک بڑی علامت یہ ہے کہ وہ اطاعت میں حائل ہو جاتی ہے اور ایک شخص نظم کے حقوق میں کھلی خیانت کرنے پر اتر آتا ہے ۔ بس اطاعت اپنی جگہ پر اور تنقید اپنی جگہ پر رہنی چاہئے ' اطاعت کو ختم کرنے والی چیز معصیتِ خالق کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی ۔

(۳) نظامِ اطاعت کی پابندی میں شخصیتوں کے ادل بدل سے کوئی فرق نہیں لایا جا سکتا ۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک تحریک کے وسیع نظام کا بار اٹھانے والی ایک بڑی ٹیم کے افراد میں سے کوئی اونچا ہو کوئی نیچا' کسی کا علم زیادہ ہو' کسی کا تقویٰ کسی کو دور جدید کے خاص تقاضوں پر زیادہ دسترس ہو اور کسی کو قرونِ اولیٰ کے حالات کی گہری بصیرت حاصل ہو' کسی کی نگاہ احکام شریعت کے ظاہر پر زیادہ رہتی ہو اور کوئی احکام کی حکمتوں کا لحاظ رکھنے میں خاص توجہ دے کسی کے نزدیک تحریک کا ایک پہلو زیادہ اہمیت رکھتا ہو' کسی کے نزدیک دوسرا پہلو اولین توجہ چاہتا ہو ' پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی کا مزاج ذرا

tazkeer.org

سخت ہو، کسی کا نرم، کوئی زیادہ بے تکلفی کو پسند کرتا ہو، کوئی باوقار مسلک کا خوگر ہو، کوئی گرمیٔ گفتار کو پسند کرے اور کوئی خاموشی سے کام کرنے والا ہو، پھر لباس، وضع قطع نشست و برخاست، کھانے پینے وغیرہ جیسے وظائفِ زندگی میں مختلف افراد کے ذوق مختلف ہو سکتے ہیں تشخصی ذوق، رجحان اور طبیعت کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں جو ایک نظامِ جماعت کی مجموعی پالیسی کی وحدت کے باوجود اپنا کام ایک خاص حد تک کرتے ہیں۔ اس فرق و اختلاف کی وجہ سے مختلف اہل امر کی حیثیتیں مختلف نہیں ہو جاتیں کہ ہر ایک کے حقوقِ طاعت میں کمی بیشی کی جا سکے اور اگر ان میں ادل بدل ہو جائے تو لوگ اس امر کی جستجو کریں کہ فلاں میں وہ ذوق اور وہ اطوار کیوں نہیں ہیں۔ جو فلاں میں ہیں۔

اور جب ایک قسم کے طرزِ عمل سے مانوس ہو جانے کے بعد کوئی ادل بدل واقع ہو تو طبائع میں اضطراب نمودار ہو اور حرکت و عمل کی رفتار سست پڑنے لگے۔ اسی مفسدے کے سد باب کے لئے نبیؐ نے یہ ہدایت دی تھی کہ ایک نکٹا حبشی بھی اگر کسی امر میں تمھارا امام ہو تو " فاسمعوا واطیعو " پر عمل کرو اور یہ نہ دیکھو کہ اس کی صورت کیسی ہے، اس کا لباس کیسا ہے اور اس کے ذوق و آداب و شعائر کس طرح کے ہیں۔ اطاعت کو شریعت نے اس امر پر منحصر نہیں کیا ہے کہ اہل امر کا تشخصی ذوق و رجحان ہر پہلو سے مامورین کی منشا کے مطابق ہو۔

اسلامی تحریک شخصیتوں کے محور پر نہیں گھومتی۔ بلکہ ایک وقت میں اگر نبی صلعم کی رہنمائی میں چلتی ہے تو دوسرے وقت حضرت صدیقؓ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

tazkeer.org

کے کلمات بلند کرتے ہوئے آتے ہیں اور تحریک کی باگ ڈور سنبھال لیتے ہیں۔ اور آپ کے بعد حضرت عمرؓ جیسا سخت مزاج خلیفہ اس کی عنانِ قیادت تھامتا ہے پھر حضرت عثمانؓ جیسی حلیم ہستی اس ذمہ داری کو اپنے کاندھوں پر لیتی ہے۔ اور پھر حضرت علیؓ اپنی خصوصیات کے ساتھ اس کی سربراہ کاری کرتے ہیں۔ اس سارے اُدل بدل میں نظامِ طاعت کی فرضیت بحال رہتی ہے۔ اور اسے توڑنا ایک ہی طرح کا گناہ کبیرہ رہتا ہے۔

اس بات کو کبھی نہ بھولئے کہ ہمیں نظم کی اطاعت شخصیتوں کے پیشِ نظر نہیں بلکہ ان مناصب کی شرعی حیثیت کے پیشِ نظر کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔ پس شخصیتیں حالات و ضروریات کے تحت چاہے روزانہ بدلتی رہیں۔ لیکن خدا اور رسول نے امارت کے جو حقوق ہمارے اوپر واجب ٹھہرائے ہیں۔ ان کی ادائیگی پوری دیانت داری کے ساتھ یکساں جاری رہنی چاہیئے۔

(۴) اب تک مامورین کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں۔ ان کے مقابل دوسری طرف اہلِ امر کی ذمہ داریاں ان سے بھی زیادہ نازک ہیں۔ جب تک اہلِ امر اپنے حصے کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا اہتمام نہ کریں نظامِ امر و طاعت کا توازن برقرار نہیں رہ سکتا، مامورین کے مقابلے میں اہلِ امر کی اُخروی بازپرس بھی زیادہ شدید قسم کی ہوگی اور دنیا میں تحریک اسلامی کی کامیابی کا زیادہ دار و مدار بھی ان کی صحتِ کار پر ہوتا ہے، خود مامورین بھی طاعت پر صحیح معنوں میں اسی صورت میں قائم رہ سکتے ہیں، جب اہلِ امر اپنے حصے کے فرض ــ یعنی امر ــ کے معاملے میں اپنے

tazkeer.org

فرائض کو ٹھیک ٹھیک ادا کریں۔

اس سلسلے میں ذیل کی آیت بہترین رہنمائی کرتی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلعم کی شانِ امارت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝	یہ کچھ اللہ ہی کی مہربانی ہے کہ آپ ان (مسلمانوں) کے لئے نرم خو ہیں اور اگر آپ درشت کلام اور تلخ مزاج ہوتے تو یہ آپکے آس پاس سے منتشر ہو جاتے پس ان کی غلطیوں سے درگزر کیجیے۔ ان کے لئے بخشش طلب کیجیے اور معاملات میں ان سے مشورہ کیجئے، پھر جب آپ (مشورہ کے بعد کسی بات کا تہیہ کریں تو اس کے بعد اللہ پر بھروسہ کریں

یقیناً اللہ (اپنے اوپر) بھروسہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اس آیت میں نبی صلعم کی پیروی میں کام کرنے والے ان تمام اہل امر کے لئے وہ بنیادی ہدایت دیدی گئی ہے جس کو ملحوظ رکھے بغیر کوئی بھی نظم خوبی سے کام نہیں کر سکتا۔ نظم کے ہر فرد کو اس آیت کی روشنی میں جن امور کا پابند رہنا چاہیے اور جن کے مطابق اپنے مزاج کو ڈھالنا چاہیے وہ یہ ہیں:۔

(ا) کوئی نظم اپنا صحیح وظیفہ کامیابی سے سرانجام نہیں دے سکتا جب تک کہ اس میں بلا امتیاز جملہ رفقا کے لئے شفقت اور نرم خوئی کا وصف موجود نہ ہو۔ نظم کے افراد کا رویہ ایسی شفقت پر مشتمل ہونا چاہیے کہ ہر فرد یہ محسوس کرے کہ سب سے زیادہ قرب اور سب سے زیادہ اعتماد شاید

tazkeer.org

مجھی کو حاصل ہے۔ کسی شخص کو اپنے دل کی بات کہنے میں جھجک نہ ہو کسی کو حلقۂ اہل امر میں داخل ہوتے ہوئے کوئی ذہنی احساس مانع نہ ہو اور کسی فرد کو کوئی اونچ نیچ محسوس نہ ہو۔ یہ چیز جہاں نہیں ہوتی وہاں اہل امر اور مامورین میں ذہنی قلبی اور مجلسی بُعد پیدا ہوتا جاتا ہے اور رفاقت کی روح میں کمزوری آنے لگتی ہے۔ یہی حقیقت تھی جسے علامہ اقبال نے یوں بیان کیا تھا

کوئی کارواں سے ٹوٹا کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیر کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

بس یہی خوئے دل نوازی ہے جس کا مطالبہ یہ آیت کرتی ہے۔

خوئے دل نوازی کے اس مطالبے سے یہ مراد لینا ایک زیادتی ہوگی کہ ارباب نظم کسی معاملے میں سختی نہ کریں، کسی کوتاہی پر باز پرس نہ کریں، کسی نازیبا حرکت پر ٹوکنے نہ پائیں اور ایک ایک کارکن کی خوشامد کرتے پھریں۔ بخلاف اس کے حکمت و مصلحت کے مطابق جہاں شدت و غلظت سے کام لینے کے مواقع آئیں، وہاں سختی کرنے کا تلخ فرض ادا کرنے میں کوتاہی کرنا تحریک کے مفاد کے خلاف ہوگا، ذمہ دار افراد کو اصول، مقصد اور نظم کی پاسبانی میں رفقاء سے بسا اوقات تحکم کا رویہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کی روح رحمت و شفقت کی روح ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کا ظاہری پیرایہ سخت گیرانہ ہوتا ہے۔

(ب) اہل امر کو چونکہ تمام رفقا کی حرکات و سکنات کا جائزہ لینے کا موقع ملتا ہے اور اس وجہ سے ان کی بہت سے عیوب، بہت سی کمزوریاں بہت سی غلط کاریاں ان کے سامنے آتی رہتی ہیں کسی نے اپنی ڈیوٹی کی انجام

tazkeer.org

دہی میں کوتاہی کردی۔ کسی نے مخالفین تحریک سے کوئی نازیبا بات کہہ دی۔ کسی نے کوئی غلط جذباتی مظاہرہ کردیا، کسی نے کوئی اہم راز کی بات برسرِعام، کہہ دی، کسی نے اپنے کسی رفیق سے یا کسی غیر سے بدمعاملگی کردی، کسی نے غیبت کی، کسی نے شکایت کی۔ اور ان حالات میں انسانی طبیعت بدگمانی اور تکدر کا اثر قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔ آہستہ آہستہ اس قسم کی کمزوریوں کو دیکھ کر اہلِ امر کے دل خاص خاص افراد کے متعلق بھی اپنے پورے حلقے کے متعلق بھی تلخی سے بھرنے لگتے ہیں۔ اور ایک طرح کی کراہت شدت وغلظت کے روپ میں ربط ضبط اور طرز کلام میں ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اس سے دل پھٹتے ہیں، بدگمانیاں بڑھتی ہیں اور نظام امر وطاعت کے پیچ ڈھیلے ہونے لگتے ہیں۔ مذکورہ بالا آیت اسی معاملے میں انتباہ کرتی ہے۔ اور اہل امر کو وہ یہ درس دیتی ہے کہ وہ اپنے رفقا کی کمزوریوں کو دیکھیں اور معاف کرتے جائیں اور دل میں کسی طرح کی گرہ نہ پڑنے دیں اور اپنے اندر مایوسی اور تکدر کو داخل نہ ہونے دیں، کیونکہ مختلف طبائع مختلف کمزوریاں رکھتی ہیں اور بہت محنت کے بعد آہستہ آہستہ ان کی اصلاح ہوا کرتی ہے صرف یہی نہیں کہ اپنی طرف سے عفو ودرگذر سے کام لیا جائے بلکہ شفقت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کی غیر حاضری میں اپنے اللہ سے ان کیلئے دعائے مغفرت کیجائے یہ باہمی محبت کے جوڑ کو مضبوط کرنیکا بہترین ذریعہ ہے

(ج) وشاورھم فی الامر کا اقتضا یہ ہے کہ اہل امر موقع بہ موقع اپنے مختلف رفقا سے ان کی حیثیتوں اور ان کے علم وبصیرت کے مطابق مشورہ طلب کرتے رہیں باہمی مشاورت سے اعتماد بڑھتا ہے، بدگمانیاں دور ہوتی ہیں۔ اور فیصلوں پر عمل کرنے کرانے میں سہولت ہوتی ہے۔

tazkeer.org

مشاورت یقیناً فرض ہے اور جس معاملے میں جو رفقا بھی صحیح مشورہ دینے کے اہل ہوں ان سے استصواب کرنا عین ارشادِ الٰہی کا اتباع ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر معاملے میں ہر شخص سے لازماً مشورہ لیا جائے۔ بلکہ ضروری یہ ہے کہ جس معاملے میں جس شخص کا مشورہ لینا مناسب ہو۔ اس سے ضرور مشورہ طلب کیا جائے۔ بعض صورتوں میں خاص اشخاص سے بعض میں منتخب کردہ شوریٰ سے اور بعض میں عام ارکان اور رفقاء سے حسب مصلحت مختلف معاملات میں رائے طلب کرنا اور پھر آرا پر غور و خوض کرنا اقامت دین کی جدوجہد کے لئے قوت بخش ہے، نیز اس سے نظام جماعت مستحکم رہتا ہے مشاورت اس بات کا بھی بہترین وسیلہ ہے کہ اس کے ذریعے مختلف دماغ اور ذہن باہم ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں۔ اور پیش نظر معاملات میں ہونے والے فیصلوں پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

(د) آخری ارشاد جو اہل امر کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا مفاد یہ ہے کہ جب ضروری مشاورت کے بعد ایک معاملہ طے ہو جائے تو پھر اس پر ذہن کو یکسو کر کے مضبوطی سے قائم ہو جانا چاہیے۔ ایک بڑی جماعت کے اہل امر کو روزمرہ کے مختلف پھیلے ہوئے امور و مسائل میں فیصلے ہو جانے کے بعد بھی اختلاف آرا کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور مسلسل نوبہ نو مشورے ان کے آگے رکھے جاتے ہیں۔ لیکن اگر فیصل شدہ امور میں بار بار ادل بدل کی پالیسی اختیار کی جائے تو عملی سرگرمیوں کا ایک رخ پر کامیابی سے چلنا ممکن نہیں رہتا، بلکہ الٹا اہل امر کے

tazkeer.org

دلوں میں تذبذب اور انتشارِ فکر کی خرابی آ ابھرتی ہے۔ جس سے جماعت کی مجموعی پالیسی میں بھی دوامی اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ ان ہی وجوہ سے شارع نے یہ چاہا ہے کہ باقاعدہ ایک نتیجے پر پہنچ جانے کے بعد مشورے دینے والے رفقا کو اس بات کی تربیت دی جائے کہ وہ فیصل شدہ امور کو قبول کر کے عملی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔

(۵) نظم امر و طاعت کے سلسلے میں کہنے کی باتیں اور بھی ہیں۔

ا۔ مختلف ذمہ دار حضرات کی طرف سے جو سرکلر اور ہدایات نامے جاری ہوتے ہیں، ان کے بارے میں اطاعت کی شرعی فرضیت کا احساس کچھ کمزور ہے۔ ان ہدایات اور سرکلر کو غالباً معمولی دفتری چیزیں سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ جب کوئی مراسلہ جاری ہوا کرتا ہے تو اس کی حیثیت عین اسی "امر بالمعروف" کی ہوتی ہے جس کے بارے میں "واطیعوا اولی الامر منکم" کو لازم ٹھہرایا گیا ہے۔ یہ مراسلے درحقیقت اس قابل ہوتے ہیں کہ ان کے ایک ایک لفظ پر پورا پورا غور کیا جائے اور ان کی بروقت تعمیل کے لئے پوری پوری قوت صرف کی جائے۔ اسی جذبۂ عبودیت کے ساتھ جس کے ساتھ تمام احکام شریعت کی تعمیل کی جاتی ہے۔

ب۔ اجتماعات میں حاضری کے لئے جو وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ کسی ڈیوٹی پر پہنچنے کے لئے جو موقع اور جو لمحہ طے کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح کسی اطلاع یا رپورٹ کے پہنچانے یا کسی امر کی تعمیل کے لئے جو صورت یا جو وقت متعین کیا جاتا ہے۔ اس کی پابندی کرنے میں جس باقاعدگی کی ضرورت ہے،

tazkeer.org

وہ بھی ہم میں پیدا نہیں ہوئی۔

لوگ اب تک اس ذمہ داری کا پورا پورا احساس اپنے اندر پیدا نہیں کر سکے کہ ان میں سے ہر فرد کی حیثیت ایک چلتی کل کے پرزے کی سی ہے اور وہ پرزہ اگر اپنا مقررہ فرض سرانجام دینے میں تاخیر کردیتا ہے یا بے قاعدگی سے کام لیتا ہے تو ساری کل اپنا وظیفہ بروقت پورا کرنے میں ناکام رہ جاتی ہے۔ اس کوتاہی کو لے کر ہم کسی بڑی مہم میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ رفقا کو چاہئے کہ اپنے آپ کو نظم کی کل کے پرزوں کی حیثیت سے باقاعدگی کے ساتھ کام کرنے کا فن سکھائیں۔

ج) جیسا کہ اوپر کی بحثوں سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ طاعتِ امر و طاعت نظم میں کوتاہی کرنا ایک معصیت ہے جس کے لئے اپنے آقا و مولا کے حضور میں جواب دہی کرنی ہو گی لیکن محسوس یہی ہوتا ہے کہ اس طرح کی کوتاہیوں پر رفقا میں بندوں کی طرف سے بازپرس ہونے پر ایک حد تک ندامت تو ہوتی ہے لیکن ان میں بالعموم وہ احساس گناہ رونما نہیں ہوتا جو ہونا چاہئے۔ طاعت نظم میں کوتاہی جھوٹ بولنے کسی کو گالی دینے، وعدہ خلافی کرنے، حق تلفی کرنے، خیانت کرنے، چوری کرنے، غیبت کرنے، جھوٹی شہادت دینے اور اسی طرح کے دوسرے بڑے بڑے جرائم سے کم درجے کی چیز نہیں ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ انفرادی اخلاق کے مذکورہ بالا تقاضوں سے اگر کبھی انحراف ہو جائے تو فوراً کھٹک ہونے لگتی ہے اور توبہ و انابت الی اللہ کا جذبہ ابھر آتا ہے، لیکن جماعتی

tazkeer.org

اخلاق کے تقاضوں کو پامال کرنے پر دلوں میں گناہ ہونے کا وہ احساس ندامت پوری طرح نہیں ابھرآتا جو فوراً توبہ و استغفار اور تلافی مافات اور اصلاحِ طرزِ عمل کی شکل اختیار کرے۔

اجتماعی اخلاق کی قدر و قیمت انفرادی اخلاق سے بدرجہا بلند ہے اور اسی وجہ سے اجتماعی اخلاق میں کمزوری دکھانا زیادہ بڑی قسم کی معصیت ہے رفقا کو اب اس حقیقت کا احساس کرنا چاہیے۔ ہم اگر نظم کے عاید کردہ فرائض کو انجام دینے میں کسی کام کے لئے وقت نکالنے میں، کسی پروگرام میں اپنا حصہ ادا کرنے میں، کسی موقع متعین پر بروقت پہنچنے میں یا دوسری طرف اہل امر کے حقوق ادا کرنے میں ان کی خیر خواہی کے تقاضے پورے کرنے میں صحیح اسلوب تنقید اختیار کرنے میں، مشورے اور معلومات بہم پہنچانے میں، رازداری کا حق ادا کرنے میں یا اطاعتِ امر سے عہدہ برآ ہونے میں کوئی کوتاہی دکھا جائیں تو ایسی ہر کوتاہی پر ایک شدید قسم کا جذبۂ ندامت ہمارے اندر ابھرنا چاہیے۔ ایسا جذبۂ ندامت جو توبہ و استغفار پر مائل کرے، جو عجز کی پیشانی حضورِ رب العالمین میں جھکانے پر آمادہ کرے، جو متعلقہ اہل امر یا رفقا سے معذرت طلبی پر اُکسائے، جو تلافیٔ مافات کے لئے زیادہ شدید سرگرمی کار پیدا کرے۔ اور جو انفاق کی اسپرٹ کو اُبھار لائے۔

یہ بات اگر ہم میں پیدا نہ ہوگی تو اسلامی خطوط پر اپنے نظم کو نشوونما دینا ہمارے لئے کبھی ممکن نہ ہوگا۔

(۶) امر و طاعت کے مذکورہ بالا تقاضوں کو نہ محض اپیلیں پورا کرسکتی ہیں،

tazkeer.org

نہ دستور و آئین کی دفعات، بلکہ صرف رفقا کا احساسِ ذمہ داری ہی ان تقاضوں کی تکمیل کا ضامن ہو سکتا ہے۔ اگر ہر رفیق اس عہد کو ذہن میں تازہ رکھے جو اس نے تحریک سے تعلق قائم کرتے ہوئے اپنے اللہ سے مومنین کو گواہ بنا کر استوار کیا ہے۔ تو اس کا یہ احساسِ ذمہ داری زندہ رہ سکتا ہے۔ اس احساس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر رفیق یہ بات پیشِ نظر رکھے کہ نظم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایک امانت ہے جس پر وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح نگراں اور پہرہ دار بنایا گیا ہے۔ یہ وہ قیمتی امانت ہے جسے وجود میں لانے کے لئے تاریخ کے ہزارہا عوامل کام کرتے رہے ہیں اور یہ وہ امانت ہے جس پر بہت سے دماغوں کی محنت بہت سا روپیہ بہت سی شب بیداریاں، بہت سی دوڑ دھوپ، بہت سی قربانیاں صرف کی جا چکی ہیں۔ اور جسے نشوونما دینے میں بہت سے بندگانِ خدا نے اپنا خون پسینہ ایک کیا ہے۔ اس نظم میں اگر کوئی قوت ضعف لانے کی کوشش کرے تو اس کی دست برد سے اس امانت کو بچانا ہر رفیق کا اولین فرض ہے، جو لوگ اس فرض میں کوتاہی کریں وہ اس پہرہ دار کی طرح ہیں جو اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں خیانت سے کام لیتا ہے۔

پس رفقا کو ایک ایسی فضا بنا دینی چاہیے اور ایسی روایات قائم کرنے میں مسلسل مصروف رہنا چاہیے کہ جس میں نظم پر اثر انداز ہونے والا کوئی مفسدہ سر نہ اٹھا سکے اور اگر کوئی نامطلوب چیز ابھرے تو جہاں اُبھرے وہیں اس کو خوش اسلوبی سے دبا دیا جائے۔ صرف یہی ایک صورت ہے جس

tazkeer.org

کے ہوتے ہوئے اہل امر اور مامورین دونوں اپنی اپنی حدود میں کتاب و سنت کے مطالبات کے مطابق چل سکتے ہیں۔

رفقاء سے تعلق امر و طاعت کا نظم اسلام کے تقاضوں کے مطابق صرف ایسی اجتماعی فضا میں چل سکتا ہے جس میں افراد کے باہمی تعلقات صحیح اخلاقی بنیادوں پر استوار ہوں، ان اخلاقی بنیادوں کو خدا تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ نے ٹھیک ٹھیک متعین کر دیا ہے۔ خصوصیت سے سورہ حجرات میں وہ اہم اصول مختصراً ایک جا بیان کر دیئے گئے ہیں جو اسلامی سوسائٹی اور تحریک اسلامی کے ارکان کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ یہاں بالاجمال ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) مجلسی زندگی کو درست رکھنے کے لئے پہلا حکم یہ ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝	اے اہل ایمان اگر کوئی فاسق تم تک کسی خبر کو لائے تو اس کے بارے میں فیصلہ کرنے سے قبل تحقیق کر لو تاکہ تم کو کسی گروہ پر نادانی میں مشتعل ہو کر، نہ ٹوٹ پڑو اور پھر بعد میں اپنے کئے پر پچھتاؤ۔

کسی قسم کی خبر، اطلاع یا بیان کے سننے پر فوراً اس کے حق ہونے کا فیصلہ کر لینا بسا اوقات غلط نتائج تک پہنچاتا ہے۔ اور اس قسم کی غلطی پر آخرکار پشیمانی ہوتی ہے۔ یہ ہدایت عام ہے۔ لیکن اسلامی سوسائٹی میں رفقا کو باہم اس پر سختی سے کاربند ہونا چاہیے۔ اور ایک دوسرے کے متعلق فساق کی لائی ہوئی اطلاعات پر فوراً فیصلے نہیں کر لینے چاہئیں۔

tazkeer.org

(ب) انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم — اہل ایمان باہم ایک دوسرے کے لئے بھائی ہیں، پس اپنے بھائیوں کے درمیان مصالحت کراؤ

اس حکم کا منشا ظاہر ہے، ایک مسلم سوسائٹی کے ارکان میں اگر کبھی بہ تقاضائے بشریت رنجش، کدورت یا جھگڑا پیدا ہو تو دوسرے رفقا کا کام یہ نہیں کہ وہ فتنہ کی آگ کو ہوا دینے میں لگ جائیں، بلکہ ان کا کام یہ ہے کہ وہ بدگمانیوں کو دور کرنے، دلوں کو قریب کرنے، اشتعال کو رفع کرنے کی کوشش کریں یہاں تک کہ اخوت کا وہ تعلق بحال ہو جائے جس کے بغیر کسی اسلامی جماعت کا نظم مضبوط نہیں ہو سکتا۔

(ج) یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰۗئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ — اے اہل ایمان! تم میں سے کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے کیونکہ عین ممکن ہے کہ وہ ان کے مقابلے میں بہتر لوگ ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ وہ ان کے مقابلے میں بہتر خواتین ہوں۔ اور باہم ایک دوسرے کی عیب چینی نہ کرو اور ایک دوسرے کے توہین آمیز نام نہ دھرو، ایمان لانے کے بعد گنہگارانہ نام دھرنا بہت برا ہے۔ اور جو کوئی (ان حرکات سے) توبہ نہ کرے تو ایسے لوگ ظالم ہیں۔

اس ارشاد کے ذریعے باہم تمسخر کرنے عیب چینی کرنے اور تذلیل آمیز نام دھرنے سے روکا گیا ہے۔ اور انتباہ کیا گیا ہے کہ جو لوگ ان عادتوں سے باز نہ

tazkeer.org

آئیں ان کا مقام مومنین صالحین کی صف میں نہیں، ظالمین کی قطار میں ہے یہ وہ چیزیں ہیں جو ایک سوسائٹی کے نظام کے لئے دیمک کا سا کام کرتی ہیں ان چھوٹی چھوٹی زیادتیوں سے باہم دل پھٹ جاتے ہیں، جس جماعت میں طنز و تعریض، پھبتی اور تمسخر، تذلیل و توہین وغیرہ مفاسد پھوٹ نکلتے ہیں وہ کبھی بھی وحدت و اخوت کے معیار پر قائم نہیں رہ سکتی۔ ہمارے ہر کارکن کو ان مفاسد سے پوری طرح پاک ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(د) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ

اے اہل ایمان بہت زیادہ بدگمان ہونے (کی عادت) سے باز آجاؤ (کیونکہ) یقیناً بہت بدگمان گناہگار ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کرو اور کسی کی غیر حاضری میں بدگوئی نہ کیا کرو! کیا تم میں سے کوئی اسے پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کے مردار گوشت کو کھائے (نہیں بلکہ) اس سے تم کو گھن آتی ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً وہ (توبہ کرنے والوں کو) معاف کرنے والا ہے۔

اس آیت کا اولین تقاضا یہ ہے کہ باہم بدگمانیاں نہ کی جائیں شکوک و شبہات کی فصل دلوں میں نہ اگائی جائے، اور تہمتیں نہ تراشی جائیں اور نہ ادھر ادھر سے سن کر کسی تہمت کو بیان کیا جائے، کیونکہ ہر وہ شبہ یا تہمت جو درحقیقت بے بنیاد ہو ایک معصیت ہے۔ دوسرا تقاضا یہ ہے کہ باہم تجسس نہ کیا جائے تجسس کے معنی یہ ہیں کہ لوگ ایک دوسرے کے عیب ڈھونڈنے میں پڑے رہیں، یا

tazkeer.org

ہر طرف رازدارانہ باتوں کو سونگھتے پھریں یا مختلف مجالس کی سن گن رکھنے کے لئے سرگرم رہیں۔ یہ انتہائی معیوب اور نظم کے لئے تباہ کن حرکات ہیں تیسرا تقاضا یہ ہے کہ ایک دوسرے کی غیر حاضری میں اس کی برائیاں بیان کر کے مزے نہ لئے جائیں۔ کیونکہ یہ فعل اتنا ہی گھناونا ہے جتنا یہ کہ آدمی جس کی غیبت کر رہا ہے اس کی بوٹیاں نوچ نوچ کے کھائے۔ ان تقاضوں کو جتنا زیادہ پیش نظر رکھا جائے گا تحریک کی وحدت اور رفقا کی اخوت اتنی ہی مستحکم ہو گی اور نظم امر و طاعت ٹھیک طرح اپنا کام کرتا رہے گا۔

سورہ حجرات میں کچھ اور مضامین بھی ہیں جن کا تعلق جماعتی اخلاق سے ہے۔ جو لوگ چاہیں اس کے مضامین پر بطور خود غور کریں، یہاں صرف چند نمایاں ترین اخلاقی تقاضوں کو درج کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ اگر ہم تعلق باللہ کے اہتمام جماعت کی پاس داری اور مذکورہ بالا مجلسی اخلاقیات کی پوری پابندی کے ساتھ میدان میں اترے تو پھر انشاء اللہ ناکامی کا ذرہ برابر بھی خدشہ نہیں ہو سکتا خدا اگر ہمیں ان تین تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق دے تو یقین کریجئے کہ ہماری پونجی جسے ہم گردش میں لائے ہیں کئی گنا منافع دے کے لوٹے گی۔